ندائے ایمان نمبر ۳

(اسلام کی دوستی کے پردہ میں دشمنی)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ هُوَالنَّاصِرُ

ندائے ایمان (نمبر ۳)

اسلام کی دوستی کے پردہ میں دشمنی

اسلام کی سب سے بڑی خوبی اس کی وہ زندگی ہے جس کا جواب دوسرے کسی مذہب میں موجود نہیں۔ ماضی کے قصے ہر اک مذہب میں موجود ہیں لیکن ذیل کے معیار پر سوائے اسلام کے کوئی پورا نہیں اترتا۔ **مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ۔ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا**[1] پاک کلام کی حالت پاک درخت کی طرح ہے جس کی جڑ مضبوط ہوتی ہے اور جس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنا پھل ہر وقت دیتا ہے۔ یہ پھل صرف اسلام میں ہی موجود ہے اور اس کی زندگی پر ایک زبردست شاہد ہے۔

انہی پھلوں میں سے ایک پھل کا نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود اور مہدی معہود رکھا ہے۔ اور مسلمان تیرہ سَو سال سے برابر اس زمانہ کا انتظار کرتے چلے آئے ہیں جب اسلام کے درخت کو یہ پھل لگے اور دوسرے مذہبوں پر اس کی برتری ثابت کرے اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کے زمانہ کا ان الفاظ میں شوق دلایا ہے کہ اسلام کس طرح ہلاک ہو سکتا ہے جب کہ اس کے شروع میں مَیں اور آخر میں مسیح موعود ہیں۔[2] اور پھر فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ اس امت کا ابتدائی حصہ اچھا ہے یا آخری۔[3] پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں کے لئے سب سے بڑھ کو خوش کُن خواب مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ کو پانا تھا۔ ان کے بڑے اور ان کے چھوٹے، ان کے عالم اور

ان کے جاہل سب شوق سے اس دن کا انتظار کر رہے تھے جب مسیح موعود کا ظہور ہو گا اور ایک دفعہ پھر مسلمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کہلانے کے مستحق ہو جائیں گے ایک دفعہ پھر خدا تعالیٰ کا نور ان میں چلتا پھرتا نظر آئے گا' ایک دفعہ پھر باوجود لمبے عرصہ کے گذر جانے کے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز' اور آپ کے روحانی فرزند کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر گویا خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کریں گے' پھر اسلام کفر پر فخر کرے گا اور کفر اسلام کے سامنے شرمندگی سے سر جُھکا لے گا۔ اور مسلمان کفار کو دیکھ کر کہیں گے اے جھوٹے مذاہب کے فریب میں آنے والو! دیکھو ہمارا زندہ مذہب وہ کس طرح ہر ضرورت پر پھل دیتا ہے اور اے مُردہ راہنماؤں کی یاد میں رونے والو! دیکھو ہمارا رسول وہ کس طرح زندہ ہے اور کس طرح اس کا فیض اس کے روحانی فرزندوں کے ذریعہ سے ہر زمانہ میں جاری ہے۔

مسلمان اسی امید اور اسی آرزو میں بیٹھے تھے کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ نے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا۔ سارے عالَمِ اسلامی میں شور پڑ گیا کہ وہ جس نے آسمان پر سے آنا تھا زمین پر سے کس طرح ظاہر ہو گیا۔ اور جس نے بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہونا تھا مسلمانوں میں کس طرح پیدا ہو گیا۔ تمام علماء نے آپ پر کفر کے فتوے لگائے اور کہا کہ یہ شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا منکر ہے اور اسلام کا دشمن لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں جب آپ نے اور آپ کی جماعت نے قرآن کریم سے ثابت کر دیا کہ مسیح ناصری علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور اب کوئی مسیح آسمان سے آنے والا نہیں اور مسلمان علماء نے جن کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں وہ سب لوگوں سے بدتر ہوں گے۔ [۴] جب دیکھ لیا کہ مسیح کو زندہ رکھنا مشکل ہے اور اس میدان میں سلسلہ احمدیہ کا مقابلہ کرنا ناممکن۔ تو انہوں نے جھٹ پہلو بدلا اور اب عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ہمیں کسی مسیح اور مہدی کی ضرورت نہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے کافی ہیں۔ آج سے تیس سال پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ بانی سلسلہ احمدیہ کا سب سے بڑا قصور یہ ہے کہ وہ آسمان پر سے مسیح کے آنے کے منکر ہیں۔ آج یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا سب سے بڑا قصور یہ ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مسیح کے آنے کے قائل ہیں۔ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے کافی نہیں؟ جن کی آنکھیں ہیں وہ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ مشرق سے مغرب کی طرف تبدیلی صاف بتا رہی ہے کہ یہ شور اسلام کی خیر خواہی کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کی دشمنی کے سبب سے ہے۔ جس طرح کسی نے کہا ہے کہ **لَا بِحُبِّ عَلِیٍّ بَلْ بِبُغْضِ مُعَاوِیَۃَ** علی کی محبت کی وجہ سے نہیں بلکہ معاویہ کے بغض کی وجہ سے یہ سب کچھ کیا جارہا ہے۔ وہی حال اس وقت مسلمانوں کا ہو رہا ہے کہ محض مسیح موعود علیہ السلام کی دشمنی کی وجہ سے وہ اسلام کی ایک بہت بڑی خوبی کو مٹا رہے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ احمدیت کی ترقی کو روک دیں گے اور یہ نہیں خیال کرتے کہ اس طرح وہ اسلام کی سب سے بڑی خوبی کو مٹا رہے ہیں اور اسلام کو کفر کے سامنے شرمندہ کر رہے ہیں۔

سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔**[۵] وہ خدا ہی ہے جس نے امیوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے تاکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سنائے اور انہیں پاک کرے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائے گو اس سے پہلے یہ لوگ کُھلی کُھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ اور اسی طرح یہ رسول ایک ایسی ہی اُمّی قوم کو جو ابھی ظاہر نہیں ہوئی یہی باتیں سکھائے گا اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ رسول کریم ﷺ کی دو بعثتیں مقدر ہیں۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی یا ایک حقیقی اور ایک ظِلّی۔ اور دونوں بعثتوں میں کام ایک ہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے تازہ نشانات لوگوں کو سنا کر اور ظاہری اور باطنی شریعت کی تعلیم دے کر لوگوں کو پاک کرنا۔ اب مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دشمنی میں گو ظاہری بعثت کے تو قائل ہیں لیکن باطنی کا انکار کر رہے ہیں۔ اور اس آیت کے صریح مفہوم کو جُھٹلا رہے ہیں۔ اور اسی طرح اور بہت سی آیتوں کو جن کے ذکر کی اس جگہ گنجائش نہیں۔ اور صدہا حدیثوں کو اور ہزار ہا کشوف کو جو تیرہ سَو سال میں مسلمان اولیاء آمد مسیح کے متعلق دیکھتے رہے ہیں۔

یہ منکر ایک آیت کے مفہوم کی تاویل کر لیں گے ایک حدیث کو بگاڑ لیں گے لیکن وہ متعدد آیات اور صدہا حدیثوں اور ہزار ہا کشوف کو نہیں چھپا سکتے۔ مسیح کے زندہ آسمان پر جانے کے متعلق ایک بھی کشف کسی مسلّمہ بزرگ کی پیش نہیں کی جا سکتی لیکن اس کی آمد کے متعلق قریباً ہر ولی نے کچھ نہ کچھ خبر دی ہے۔ پس مسیح کی آمد کا انکار درحقیقت قرآن اور حدیث اور سب بزرگوں کا انکار ہے اور اِس قسم کے انکار کے بعد اسلام کا باقی ہی کیا رہ جاتا ہے۔

میں ان تمام مسلمانوں سے جو اسلام کا درد رکھتے ہیں اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس خطرناک فتنہ کی حقیقت کو سمجھیں اور اس کا مقابلہ کریں۔ اگر وہ بانیٔ سلسلہ کی صداقت کو ابھی نہیں سمجھے تو نہ سہی وہ خدا تعالیٰ کے فضل کی گھڑی کا انتظار کریں لیکن آپ کی دشمنی میں جو اسلام کو زندگی سے اور رسول کریم ﷺ کو اجرائے فیض سے محروم کیا جارہا ہے وہ کم سے کم اس سے تو بچیں اور دوسروں کو بچائیں۔

مسیح موعود کی آمد کے منکر، لوگوں کو یوں دھوکا دیتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ چونکہ کامل ہیں آپ کے بعد کسی شخص کی ضرورت نہیں لیکن یہ نادان نہیں سمجھتے کہ کیا خدا تعالیٰ کامل نہیں۔ کیا خدا تعالیٰ نے اس وجہ سے کہ اس کا نور بندوں کی نگہ سے پوشیدہ ہو گیا رسول کریم ﷺ کو نہیں بھیجا۔ پھر جب خدا تعالیٰ کے نور کو ظاہر کرنے کے لئے رسول کریم ﷺ کے ظہور کی ضرورت ہوئی تو کیوں رسول کریم ﷺ کے نور کے ظہور کے لئے آپ کے کسی فیض یافتہ کی ضرورت نہیں ہو سکتی۔ یہ لوگ یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمان خراب ہو گئے ہیں لیکن یہ نہیں تسلیم کرتے کہ ان کے علاج کے لئے خدا تعالیٰ کوئی تدبیر کرے گا۔ ان کے نزدیک امتِ محمدیہ کے بگڑنے سے تو رسول کریم ﷺ کے کمال میں فرق نہیں آتا لیکن اس بگاڑ کی درستی کا سامان کرنے سے آپ کے کمال میں نقص آجاتا ہے۔ شیطان کی ذُرّیّت جاری رہے تو آپ کی ہتک نہیں ہوتی لیکن آپ کے روحانی فرزند پیدا ہوں تو آپ کی ہتک ہوتی ہے۔ اگر غور کریں تو اس خیال کے لوگ دانستہ یا نادانستہ ابوجہل کی نقل کرتے ہیں۔ جس نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **نَعُوْذُ بِاللّٰہِ** ابتر ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ** [۱] تیرے دشمن ہی بے اولاد ثابت ہوں گے تیری اولاد تو جاری رہے گی۔ گویا جب کبھی کوئی شیطانی تحریک جاری ہوگی رسول کریم ﷺ کی روحانی اولاد میں سے کوئی شخص کھڑا ہو کر اسے تباہ کر دے گا۔ غرض یہ تحریک جو اس وقت مسلمانوں میں مسیح کی آمد کا انکار کرنے کے متعلق ہو رہی ہے ایک شیطانی تحریک ہے اور دجّالی بھی کیونکہ دجّال کا کام ہے کہ مسیح کا مقابلہ کرے۔ اور اس سے بڑھ کر اور کیا مقابلہ ہو گا کہ سرے سے اس کی آمد کا ہی لوگوں کو منکر بنا دیا جائے۔ اور گو بظاہر اس تحریک کو اسلام کی دوستی کا جامہ پہنایا جارہا ہے لیکن در پردہ یہ اسلام کی دشمنی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مسلمان یا تو یہ سمجھنے لگیں گے کہ اسلام خدا کا پیارا مذہب نہیں کہ اس کی خرابی کی اسے پرواہ نہیں اور یا

پھر یہ سمجھنے لگیں گے کہ مسلمانوں کے عقیدہ اور عمل میں کوئی خرابی ہی نہیں آئی۔ اور ایک طرف تو اپنی اصلاح سے غافل ہو جائیں گے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کو ظالم سمجھنے لگیں گے کہ بغیر ہمارے قصور کے اس نے ہمیں آسمان سے اُٹھا کر زمین پر پھینک دیا ہے۔ اور ان دونوں خیالات میں سے کوئی بھی غالب آ جائے وہ مسلمانوں کو ترقی سے محروم کر دے گا۔ پس اب بھی وقت ہے کہ اس دجّالی تحریک کا مقابلہ کیا جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دشمنی میں اسلام کی جڑ پر تبر نہ رکھا جائے۔ ورنہ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے فضل کا انکار رنگ لائے بغیر نہیں رہے گا۔ وہ فرماتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ [7] اگر تم شکر کرو تو میں تم کو اور بھی بڑھاؤں گا اور اگر تم کفر کرو تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

خاکسار

مرزا محمود احمد۔ خلیفۃ المسیح الثانی

امام جماعت احمدیہ۔ قادیان۔

---

[1] ابراھیم:۲۵، ۲۶

[2] کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۹ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء

[3] الجامع الصغیر جلد ۱ صفحہ ۵۴ مطبع خیریہ مصر ۱۳۰۴ھ

[4] کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۱ مطبوعہ حلب ۱۹۷۴ء

[5] الجمعۃ:۳، ۴ [6] الکوثر:۴ [7] ابراھیم:۸